سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۱۸۸

شب شہادت

(دوسرا ایڈیشن)

از قلم
سرکار سید العلماء مدظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس، لکھنؤ

قیمت چھ نئے پیسے ، محصول ڈاک آٹھ نئے پیسے

تعارف

یہ سرپرست امامیہ مشن سرکار سید العلماء دام ظلہٗ کی وہ معرکہ آرا تقریر ہے جو آج سے اٹھارہ سال قبل شب دہم محرم ۱۳۶۲ھ کو آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن لکھنؤ سے نشر ہوئی تھی اور ہم نے اس کو محفوظ اور اس کی افادیت کو عام کرنے کی غرض سے ۱۳۷۶ھ میں رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا تھا۔ اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اور اب یہ دوسرا ایڈیشن پیش کیا جا رہا ہے یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کو بھی کثیر سے کثیر تعداد میں خرید فرما کر یوم عاشورہ اپنے اپنے مقامات پر غیر اقوام میں مفت تقسیم کریں گے اور اس طرح برادران وطن کو حسینؑ اور حسینیت سے متعارف بنا کر اسلام حقیقی سے روشناس بنائیں گے اور رضائے الٰہی کا شرف حاصل کریں گے۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری

امامیہ مشن۔ لکھنؤ

محرم ۱۳۷۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رات اندھیری ہوتی ہے مگر انسانیت کی آنکھوں میں جیسا اندھیرا دسویں محرم کی رات تھا ویسا کبھی نہیں ہوا، جب کربلا میں نام کے مسلمان پیغمبر اسلام کا گھر اجاڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے،

شاید کوئی میری لفظوں کا مذاق اڑائے یہ سوچ کر کہ ۷۲، بھوکوں پیاسوں سے تیس ہزار کی فوج کو لڑنے کے لیے تیاری کی کیا ضرورت؟ مگر نہیں ایسا نہیں ہے آپ کو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے جب کوفہ کے لوگوں کے خطوط حضرت امام حسینؑ کے پاس بہت پہونچے اور اصرار حد سے بڑھا تو آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کو جن کا نام مسلم تھا اپنا نمائندہ بنا کر کوفہ بھیجا تھا جن کے مقابلہ کے لیے یزید نے ابن زیاد کو خاص طور پر کوفہ کا گورنر مقرر کیا، اس واقعہ کی تفصیل منظور نہیں ہے مگر تاریخ کا یہ واقعہ یادگار ہے کہ جس وقت ایک اکیلے مسلم کی گرفتاری کے لیے ابن زیاد نے تھوڑی سی فوج بھیجی تو پہلی دفعہ اس فوج نے شکست کھائی اور محمد بن اشعث نے جو اس فوج کا افسر تھا ابن زیاد کے پاس کمک کی درخواست بھیجی۔ اس پر ابن زیاد نے تمسخر کے لہجہ میں کہلا یا کہ ایک آدمی کے مقابلہ میں اتنے لوگ کافی نہیں ہوئے جو اور مدد مانگی ہے، ابن اشعث نے جواب دیا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے مجھے کوفے کے کسی بنیے یا کبڑیے کو گرفتار کرنے بھیجا ہے؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بنی ہاشم کی کھنچی ہوئی تلواروں میں سے

ایک ہے، پھر جب ایک اکیلے مسلمؑ نے کوفہ میں اپنی خاندانی شجاعت کا لوہا منوا دیا تو کربلا میں دسویں محرم کو تو بنی ہاشم کے کم از کم سترہ اٹھارہ شیر موجود تھے جن میں سے کچھ بچے سہی، مگر عباسؑ اور علی اکبرؑ ایسے جوان بھی تھے اور خود رسولؐ کی شجاعت کے ورثہ دار حسینؑ موجود تھے اور ان کے ساتھ ڈیڑھ سو عرب کے مجاہد جن میں سے بہت سوں کی میدان داری اسلام کی تاریخ میں نمایاں تھی اُن کے مقابلہ کو فوج شام کوئی بالکل آسان بات نہیں سمجھ سکتی تھی اور کوئی کمزوری ان کی طرف نہ ہوتی تو ضمیر کی کمزوری اور ایمان و یقین سے محرومی ہی بڑی کمزوری تھی جو دل کے ساتھ قدم کو بھی ڈگمگانے کے لیے کافی تھی اور اس کا اثر دیکھا جا چکا تھا، مدینہ میں بھی جب ولید بن عقبہ یزید کے اس حکم کی تعمیل سے قاصر رہا کہ حسینؑ سے بیعت لے یا ان کا سر قلم کر کے شام کی طرف بھیجے اور مکہ میں جب کہ عمرو بن سعید بن العاص کی حکومت حسینؑ کو اپنے تئیں گرفتاری کے خطرہ سے بچا کر نکالنے سے نہ روک سکی اور کوفہ میں بھی جبکہ نعمان بن بشیر نے امام حسینؑ کے نمایندہ مسلم بن عقیلؑ کو اٹھارہ ہزار کوفیوں سے بیعت لینے کے لیے آزاد رکھا اور پہلے ہی دن گرفتار نہیں کیا۔ یہ شاعری نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے کہ یزید کو حسینؑ کے مقابلہ میں اپنے مقصد کے تکمیل کے لیے آدمی نہ ملتے تھے تو ان پر اطمینان مشکل معلوم ہوتا تھا،

آج بھی ہر دھرم کا آدمی اس کا اندازہ کر سکتا ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ اُن کے کسی معبد کو گرانا کسی مقصد سے ضروری سمجھتی ہو تو کیا اسی مذہب کے لوگ اس کے لیے آسانی سے تیار ہو سکتے ہیں؟ کیا مسجد کو ڈھانے کے لیے

مسلمانوں پر اور مندر گرانے کے لیے ہندوؤں پر بھروسہ کیا جا سکے گا؟ پھر چہ جائیکہ رسولؐ کا پیارا نواسا اور مسلمانوں کی تلواریں اس کا خون بہائیں،

خود عمر سعد کا دل حسینؑ کی جنگ سے لرزتا تھا اور اگر شمر نویں محرم کو ابن زیاد کا عتاب نامہ لے کر نہ آجاتا اور عمر سعد کو یقینی طور پر اپنے منصب اور عزت بلکہ جان ومال کا خطرہ محسوس نہ ہوتا تو وہ اب بھی حضرت امام حسینؑ سے مقابلہ کے لیے تیار نہ ہوتا، اس کی فوج میں ہزاروں آدمی ایسے تھے جو فقط روپیہ پیسہ کی لالچ سے ہی اس بڑے اقدام کے لیے تیار ہوئے تھے مگر وہ حسینؑ کی عظمت اور صداقت کو اسی طرح محسوس کر رہے تھے جیسے ہم دوپہر کو سورج کی روشنی محسوس کرتے ہیں یقیناً اس بڑے تاریخی اقدام کے لیے اس فوج کو بڑی تیاری کی ضرورت تھی۔ ادھر حضرت امام حسینؑ اپنے مقصد کی تکمیل کی تیاریاں کر رہے تھے اور تیاری کرنا ہوتی تو اس ایک رات کی مہلت مانگ کر لی نہ ہوتی، مگر اس تیاری کی نوعیت الگ تھی کوئی تاریخ نہیں بتلاتی کہ اس شب کو حضرت امام حسینؑ نے کچھ ہتھیار فراہم کیے ہوں۔ لڑائی کے موقع کے لیے کسی کمین گاہ تلاش کی ہو یا جنگ کا نقشہ مرتب کر کے اپنے ساتھیوں کو مقابلہ کی ترکیبیں بتائی ہوں، اور کچھ ہدایات کیے ہوں، ہرگز نہیں۔ یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ اپنے بعد کے لیے پسماندگان کو کچھ وصیتیں کی ہوں اپنے اہل حرم کو ان آئندہ کے امتحانات کے واسطے تیار کیا ہو جو آپ کے بعد انھیں برداشت کرنا ہوں گے، ایسا بھی نہیں۔

پھر آخر آپ نے یہ رات کی مہلت مانگ کر کیوں حاصل کی؟ اس کا ایک جواب تو وہ ہے جو آپ نے خود فرمایا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے خالق کی عبادت ایک رات اور کرلوں۔ اور ایسا ہوا بھی کہ رات کا بڑا حصہ آپ نے اور آپ کے

ساتھیوں نے تسبیح و تہلیل اور عبادت میں صرف کیا اور اس رات کے سناٹے میں ان مجاہدوں کی تلاوت قرآن اور مناجات کی آوازیں یوں گونج رہی تھیں جیسے ماکھی کے چھتے سے آواز آتی ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے اس رات کو جو کام انجام دیے ان کی فہرست یہ ہے:۔

(پہلے) اپنی زندگی تک خواتین کے پردہ کا تحفظ۔ آپ کو اپنے مقابل جماعت کے اسلام اور شرافت کی حقیقت معلوم تھی۔ وہ جانتے تھے کہ یہ ایسے پست فطرت ہیں کہ انھیں قوم عرب کی حمیت و غیرت کے عام اصول کا بھی کوئی پاس نہو گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اثنائے مقابلہ میں یہ لوگ پشت کی طرف سے خیموں پر حملہ کر دیں اس خیال سے آپ نے ایک گہری خندق خیموں کی پشت پر کھدوائی اور اس میں آگ روشن کرا دی تاکہ مقابلہ ایک ہی طرف سے ہو اور گھر جانے کا بھی اندیشہ نہ ہو اور خیموں پر حملہ کا خطرہ بھی دور رہو۔

(دوسری بات یہ تھی کہ آپ نے اپنے تمام اصحاب کو جمع کیا اور موقع کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کوئی جوش دلانے والی تقریر کریں گے اور اپنے ساتھیوں کو کل کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کریں گے یا اس جنگی کونسل میں کل کی جنگ کے لیے کچھ تجاویز پر غور کریں گے اور سپاہیوں سے مشورہ لیں گے مگر نہیں ایسا نہیں ہوا میں اپنی ایک ریڈیو کی تقریر میں جو "اصحاب حسینؑ" کے عنوان سے ڈھائی برس پہلے براڈکاسٹ ہوئی تھی اس واقعہ کا ذکر کر چکا ہوں۔ اس وقت ملک کے گذشتہ قریبی دور کے مشہور ادیب منشی پریم چند صاحب کی لفظوں میں سنئے۔ وہ لکھتے ہیں،

"میدان جنگ آراستہ ہو گیا ہے۔ حضرت حسینؑ اپنے جاں نثار رفیقوں کو میدان جنگ سے لوٹ جانے کی تحریک کرتے ہیں مجھے اس کا فخر ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے ایسے سعادت مند عزیز اور ایسے جاں نثار دوست عطا کیے آپ نے دوستی کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ حق کے سامنے آپ جان و مال کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ اسلام کی تاریخ میں آپ کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔ میرا دل اس خیال سے پاش پاش ہو جاتا ہے کہ کل میرے باعث وہ لوگ جنھیں زندہ رہنا چاہیے شہید ہو جائیں گے۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی اگر تم لوگ میرے دل کا یہ بوجھ ہلکا کر دو گے۔ میں بڑی خوشی سے ہر ایک کو اجازت دیتا ہوں کہ اُسے فیصلہ کرنے کا کامل اختیار ہے۔ میرا کسی پر کوئی حق نہیں ہے۔ میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ اسے قبول کرو۔ یہ دیکھو میں یہ شمع بجھائے دیتا ہوں جس میں کسی کو حجاب نہ ہو۔ مگر ایک فرد بھی اس دوستانہ فہمائش سے فائدہ نہیں اٹھاتا بوڑھا زہیر بن قین صحابی کہتا ہے اگر مجھے اس کا یقین ہو جائے کہ میں آپ کی حمایت میں زندہ جلا دیا جاؤں گا اور پھر زندہ ہو کر جلایا جاؤں گا اور یہ عمل ستر مرتبہ ہوتا رہے تو بھی میں آپ سے جدا نہیں ہو سکتا۔

یہ جوش حق تھا جس نے معرکۂ کربلا کو روحانی اہمیت دے رکھی ہے۔

یہی اس رات کی مہلت لینے کا بڑا مقصد تھا کہ آپ خطرہ کے یقینی ہونے کے بعد اپنے ساتھیوں کو اپنی طبیعتوں کے تول لینے کا موقع دے دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص ایسا رہ جائے جو خطرہ کے ہنگامی ہونے کی وجہ سے مجبوراً آپ کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوا ہو۔

آپ یہ بھی جانتے تھے کہ فریقِ مخالف کی فوج کو بھی اس ایک رات کا موقع غور و فکر اور حق و باطل کے موازنہ کے لیے دے دیں اور حسینؑ کی یہ کوشش رائگاں نہیں گئی بلکہ اس ذریعہ سے حسینؑ کے اصول کو وہ بڑی فتح حاصل ہوئی جو دنیا کی تاریخ میں یادگار رہے گی۔

آپ کو معلوم ہے کہ جتنے اسباب دل کو بڑھانے والے ہوتے ہیں وہ سب فوج مخالف میں موجود تھے، کثرت و قوت، راحت و آرام، سلطنت کی پشت پناہی، کامیابی کا یقین، تنخواہ کا دباؤ اور مزید جائزہ انعام کے توقعات۔ اس کے برخلاف جتنے اسباب ہمت کو توڑ دینے والے ہوتے ہیں وہ حسینؑ کی طرف تھے، بے کسی اور بے بسی قلت تعداد، رسد کا مفقود ہونا پانی کی نایابی اور اس کے بعد تباہی کا یقین، پھر بھی آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا اور کوئی غلط روایت بھی ایسی نہیں ہے جو بتلاتی ہو کہ ایک شخص بھی ادھر کا ادھر گیا ہو، یعنی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت امام حسینؑ کی طرف کا کوئی شخص ٹوٹ کر فوج مخالف کی طرف چلا گیا ہو مگر ادھر کم از کم ایک اور وہ بھی معمولی سپاہی نہیں بلکہ ایک ہزار سواروں کا افسر حُر بن یزید ریاحی فوج عمر سعد سے جدا ہو کر حضرت امام حسینؑ کی طرف آگیا، یہ اسی ایک رات کی مہلت کا اثر تھا۔ اسی میں حُرؑ کے دل و دماغ میں جنگ ہوتی رہی اور آخر حق نے فتح پائی اور باطل کو شکست ہوئی، یہ حسینی اصول کی وہ بے پناہ فتح تھی جو حسینؑ کی زندگی میں ابن زیاد اور اس کی تمام فوج کو نظر آئی اور یہ اسی ایک رات کی مہلت کا نتیجہ تھا۔

پبلشر۔ مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ